باغ و بہار

جس زبان میں تصنع اور بناوٹ کا دور دورہ تھا اور عبارت آرائی و لفاظی کا بول بالا تھا۔ جس میں تقفی اور مسجع عبارت کا دستور تھا۔ میر امن دہلوی نے اس زبان میں باغ و بہار ~~سادگی صفائی~~ لکھ کر سادگی، صفائی اور سہل نگاری کا راستہ دکھایا۔ باغ و بہار لکھنے سے قبل میر امن دہلی گمنامی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ان کے متعلق وہی معلومات دستیاب ہیں جو انہوں نے خود اپنی کتاب "باغ و بہار" اور گنج خوبی، میں فراہم کر دی ہیں۔

میر امن کا اصل نام میر امان ہے۔ امن تخلص کرتے تھے۔ دہلی کے رہنے والے تھے اور وہاں ان کی آبائی جاگیر موجود تھی لیکن احمد شاہ ابدالی کے حملے میں سورج مل جاٹ نے اس پر قبضہ کر لیا۔ میر امن دہلی کی سکونت ترک کرکے پٹنہ چلے گئے۔ کچھ دنوں وہاں قیام رہا۔ اس کے بعد کلکتہ پہنچ کر کچھ دنوں تک بے یار و مددگار بے روزگاری میں گزارا۔ حسن اتفاق سے میر بہادر علی حسینی سے ملاقات ہوئی، ان کے توسط سے فورٹ ولیم کالج بحیثیت منشی ان کا تقرر ہو گیا۔ میر بہادر علی حسینی میر امن دہلوی کے دوست بھی تھے اور وہ بھی فورٹ ولیم کالج میں منشی کے عہدہ پر فائز تھے

انگریز افسروں کو اردو زبان سکھانے کیلئے بول چال کی زبان میں قصہ کہانی کی کتابیں درکار تھیں۔ ڈاکٹر جان گلکرسٹ کی نظر ایک فارسی داستان چہار درویش کی طرف گئی انہوں نے میر امن کو ہدایت کی کہ اس قصہ کو ٹھیٹھ ہندوستانی گفتگو میں جو اردو کے لوگ، ہندو مسلمان، عورت مرد، لڑکے بالے، خاص و عام آپس میں بولتے چالتے ہیں۔ ترجمہ کرو۔ چنانچہ میر امن دہلوی نے عام فہم بول چال کی زبان میں اس کا ترجمہ کیا

چہار درویش کو میر عطا حسین خان تحسین "نو طرز مرصع" کے نام سے اردو میں منتقل کر چکے تھے۔ لیکن اس کی زبان مشکل فارسی آمیز، مسجع و مقفی تھی جس سمجھنا عام لوگوں کیلئے نہ صرف دشوار تھا بلکہ مشکل بھی تھا۔ لیکن میر امن دہلوی نے قصہ چہار درویش کا ترجمہ آسان اور بول چال کی زبان میں کیا

باغ و بہار کوئی طبع زاد تصنیف نہیں ہے بلکہ ترجمہ ہے لیکن اس کو اردو کے نثری ادب میں بلند مرتبہ حاصل ہے۔ اردو کو لفاظی، عبارت آرائی، قافیہ پیمائی اور وزن کی پابندی سے نجات دلانے کی طرف یہ پہلا انقلابی قدم تھا۔ باغ و بہار کی سادگی میں مصنف کی دلکشی ہے اس کی سادہ اور بے تکلف نثر نے اردو کو ایک نیا راستہ دکھایا اور اہل قلم کو یہ

احساس دلایا کہ سادگی کا حسن بناوٹی حسن سے زیادہ جاذبیت رکھتا ہے اور زبان اسی وقت ترقی کر سکتی ہے جب وہ رنگینی، پیچیدگی، لفاظی اور بناوٹ سے نجات حاصل کرے

میرامن نے عربی فارسی الفاظ کے استعمال سے جہاں تک ممکن ہو سکا ہے پرہیز کیا ہے۔ انہوں نے قصداً عام بول چال کے الفاظ لانے کی کوشش کی ہے۔ باغ و بہار کی یہ عبارت دیکھئے۔

"اے بہن تو میری آنکھوں کی پتلی اور ماں باپ کی موئی مٹی کی نشانی ہے۔ تیرے آنے سے میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوا۔ جب تجھے دیکھتی ہوں باغ باغ ہو جاتی ہوں"

میرامن نے تلفظ میں بھی عوامی بول چال کو اپنایا ہے جیسے جمعرات کی جگہ جمیرات اور شب برات کی جگہ شبرات وغیرہ

باغ و بہار کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے مطالعہ سے اس زمانے کی طرز معاشرت کا جیتا جاگتا مرقع ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس عہد کے طرز معاشرت، طعام و قیام، لباس و زیورات، رہن سہن، اخلاقی تصورات وغیرہ سب کچھ اس کتاب سے معلوم ہو جاتا ہے۔ باغ و بہار کی حیثیت اردو ادب میں سدا بہار کی ہے۔ اسے ہر دور میں شوق سے پڑھا جاتا رہا ہے اور رہتی دنیا تک پڑھا جاتا رہے گا۔ دنیا کی بیشتر زبانوں میں باغ و بہار کے ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ میرامن نے دو اور بھی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جیسے گنج خوبی وغیرہ لیکن جس کتاب نے انہیں شہرت دوام عطا کی ہے وہ باغ و بہار ہی ہے۔

ڈاکٹر محمد عمران
Assistant Professor
Dept. of Urdu
S.S. College Jahanabad